مکتبہ افکارِ رضا

سخاوتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

قرآن وحدیث کی روشنی میں

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ وما مضی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنت و جماعت)
AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER

فہرست

فہرست 1
پیشِ لفظ 5
سخاوتِ مصطفی ﷺ 7
مقدمہ 7
سخاوت کیا ہے؟ 10
لغوی معنٰی 10
اصطلاحی مفہوم 11
سخاوتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی روشنی میں 11
کوثر کا ایک معنٰی ایثار 12
خرچ کرنے میں اعتدال ملحوظ ہو 12
انسان احسان کا غلام ہے 14
بخیل اور سخی میں فرق 14
پھلا پھولا باغ منٹوں میں تاراج 15
بخل سے توبہ کی برکت 16
سخاوت کا اعلیٰ ترین درجہ 17
نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی سخاوت احادیث کی روشنی میں 18
سب سے بڑھ کر سخی کون؟ 18
بہت زیادہ سخاوت 19
رمضان میں زیادہ جود وسخا کی مختلف وجوہات 20

فانی چیزوں سے بے نیازی 22
اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کا کامل ترین مظہر 23
دائمی سخاوت 24
نیک لوگوں کی صحبت 24
سخاوت کے ذریعے لوگوں پر فضیلت 25
دو پہاڑوں کے بیچ کی بکریاں عطا کرنا 26
بحرین کا مال 26
عرش والے سے کمی کا خوف نہ کریں 27
اللہ پر توکل 28
ہدیہ کا بدلہ دینا 28
نرمی و آسانی 29
فانی دنیا 29
سخاوت کا بدلہ آخرت کی بہتری 29
سخاوتِ مصطفیٰ بزبانِ علی المرتضی 30
عام معافی کا اعلان 31
تین سو اونٹ عطا کرنا 32
بنی آدم میں سب سے بڑے سخی 32
منع نہ فرمانے کی وضاحت 33
کندھے کے سوا سب بچ گیا 34
نوادر الاصول میں سے سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند جھلکیاں 35
کل کے لئے بچا کر رکھنے سے منع فرمانا 35

پرندوں کا توکل..36
ایک اعتراض اور اس کا جواب..37
مال محفوظ رکھنے کی دو صورتیں..38
ایک مثال سے وضاحت..39
سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت..40
یتیم پر شفقت..41
ماں سے زیادہ رحم کرنے والی ذات..41
نوے ہزار درہم تقسیم کر دیئے..42
دونوں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہیں..43
مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سخاوت..44
سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان..44
سخاوت کے فضائل و برکات..44
سخاوت میں سب سے بلند درجہ..44
سخاوت اور حُسنِ خلق..46
سب سے زیادہ جود و کرم والی ذات..46
سخاوت کے درجات..46
سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرچے..47
امت کی کامیابی و ناکامی کا ذریعہ..48
سخاوت جنت اور بخل جہنم..49
بچوں کو بھی سخاوت کی ترغیب دلائیں..50
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے خطاب..50

سب سے جلدی آسمان کی طرف جانے والا صدقہ 51
نیک لوگوں پر سخاوت 51
سخاوت محبوب صفت 51
کون سا شخص بخیل نہیں؟ 51
سخاوت سرداری ہے 52
سخاوت سے دین کی درستی 53
بخیل کی مذمت 53
امت میں سردار شخص 54
بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال 54
کافر پر بھی سخاوت کا فیضان 55
سخاوت کے معاشرتی و روحانی اثرات 55
معاشرتی اثرات 55
روحانی اثرات 56

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اپنی بے شمار نعمتوں اور فضل و کرم کے ذریعے اپنے بندوں کو نوازا اور اپنے سب سے محترم رسول، سیدنا محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس نہ صرف اخلاق کے کمال کا مظہر ہے بلکہ سخاوت اور کرم کی وہ روشنی ہے جس سے انسانیت نے راہ پائی۔

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے تھا۔ آپ نے اپنی سخاوت اور کرم سے نہ صرف معاشرتی بُرائیوں کا خاتمہ کیا بلکہ اخلاقی اور روحانی ترقی کی ایک ایسی بنیاد رکھی جو آج بھی انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کا ہر عمل، ہر قول اور ہر فعل انسانوں کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے، جو ہر میدان میں کامل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ آپ کی سخاوت صرف مال و دولت تک محدود نہیں تھی، بلکہ آپ کی سخاوت کا دائرہ اتنا وسیع تھا کہ آپ نے اپنے دشمنوں کو معاف کیا، مفلسوں کو فراخی دی، اور اپنی محبت و رحمت سے انسانوں کے دلوں کو جیتا۔ آپ کی یہ سخاوت انسانیت کے لیے ایک عظیم درس ہے جس کی بدولت لوگوں میں احساس، تعاون، انسانیت کی خدمت اور راہ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

یہ رسالہ "سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی عظیم سخاوت پر ایک مختصر مگر جامع مطالعہ ہے۔ اس میں ان پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے

جنہوں نے دنیا کو یہ بتایا کہ سخاوت صرف مال عطا کرنے کا نام نہیں بلکہ اپنے اخلاق، وقت، دعا، اور رحمت میں دوسروں کے لیے کشادگی پیدا کرنا بھی سخاوت ہے۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زندگی کے مختلف واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے، اس کتاب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح آپ نے اپنے دشمنوں کو معاف کرکے، حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرکے اور اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کرکے سخاوت کے اعلیٰ معیار قائم کیے۔

یہ رسالہ ہر اس فرد کے لیے ایک مشعلِ راہ ہے جو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے سبق لے کر اپنی زندگی کو سنوارنا اور اپنے اخلاق کو بہتر بنانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کتاب سے فائدہ اٹھانے اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سخاوتِ مصطفیٰ ﷺ

مقدمہ

الحمد لله الذی تفضَّلَ علی عبادہ بنعمه العظیمة وآلائه الجلیلة، وأرسل إلیهم أکرم رسله وأشرف أنبیائه سیدنا محمدًا صلی الله علیه وسلم رحمةً للعالمین، وجعل خلقه العظیم وسخاءہ العمیم برهانًا علی رسالته وصدق دعوته نحمدہ سبحانه وتعالی ونشکرہ علی فضله وإحسانه، ونصلی ونسلم علی سید السخاء والکرم نبینا محمد وعلی آله الطیبین الطاهرین وأصحابه الغر المیامین، ومن تبعهم بإحسان إلی یوم الدین.

نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے فضائل و کمالات کا بیان ہر زبان، ہر قلم اور ہر دل کے لیے باعثِ شرف و سعادت ہے۔ بلکہ خود کمال بھی اس لیے کمال ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی صفت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے رب کے کرم سے اپنے نفسِ ذات میں کامل و اکمل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا کمال کسی وصف سے نہیں، بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال و کامل و مکمّل ہو گیا، کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنا دے۔

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سخاوت کے بارے میں گفتگو کرنا انسانیت کے کمالات اور مظاہرِ رحمت کے حسین ترَ پہلو پر بات کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سب سے زیادہ سخی، سب سے زیادہ عطا کرنے والے تھے۔ آپ نہ کسی سوالی کو رد کرتے تھے، نہ کسی بھلائی کو روک رکھتے تھے، بلکہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے

تھے۔ آپ کی ذات ان تمام لوگوں کے لیے نمونہ ہے جو اخلاق کے کمال اور صفات کی بلندی چاہتے ہیں۔ آپ کی ذاتِ گرامی انسانیت کے لیے سراپا رحمت اور اخلاقیات کے لیے عملی تعلیم ہے۔

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے سخاوت اور جود و کرم کو ایک نئی بلندی عطا کی، جو قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ یہ سخاوت محض مال و دولت کی تقسیم تک محدود نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا ہر عمل، رویہ اور فیصلہ سخاوت کی اعلیٰ ترین مثال تھا۔ آپ نے صرف اپنے مال و متاع ہی کو نہیں بلکہ اپنی دعاؤں، اپنے وقت، اپنے علم، حتّٰی کہ اپنی محبت تک کو امت کے لیے وقف کر دیا۔ آپ کی زندگی اس بات کا عملی اظہار ہے کہ سخاوت محض دینے کا نام نہیں بلکہ یہ دل کی ایک ایسی کیفیت ہے جو دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتی ہے۔ چاہے وہ تنگ دستی کا وقت ہو یا خوش حالی کا، آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔ بلکہ آپ نے فرمایا:

”الید العلیا خیر من الید السفلی“ یعنی اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔(1)

یہ تعلیم آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنی زندگی کے ہر پہلو میں واضح کر دی، آپ کی فکر سائل کی مانگ کو پورا کرنے کی ہوتی تھی، آپ کی سخاوت کا دائرہ کار محدود نہیں تھا۔ مال و دولت کے علاوہ آپ نے اپنی دعاؤں سے امت کو نوازا، علم کے ذریعے امت کو سیراب کیا اور اپنی بے مثال محبت سے ان کے دل جیتے۔ جنگ کے میدان میں، صلح

---

(1) بخاری، 1/482، حدیث: 1427 دار الکتب العلمیہ بیروت

کے موقع پر، دعوت و تبلیغ کے مراحل میں، ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سخاوت نمایاں نظر آتی ہے۔

یہ رسالہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سخاوت کے ان پہلوؤں کو اُجاگر کرتا ہے جو ہر مسلمان کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ اس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زندگی کے مختلف واقعات کا احاطہ کیا جائے تاکہ قاری کے دل میں آپ کی محبت اور آپ کی اتباع کا جذبہ پیدا ہو۔ رسالے کے آغاز میں سخاوت کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ و مفہوم کو بیان کیا گیا ہے تاکہ قاری سخاوت کی حقیقت کو سمجھ سکے۔ اس کے بعد قرآنِ کریم کی چند ایسی آیات پیش کی گئیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سخاوت اور جود و کرم کو بیان کیا ہے۔ پھر احادیثِ مبارکہ اور سیرتِ طیبہ کے ان واقعات کو بیان کیا گیا ہے جو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سخاوت کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں۔ آخر میں، سخاوت کے فضائل و برکات اور اس کے معاشرتی و روحانی اثرات کو بیان کر کے رسالے کا اختتام کیا گیا ہے۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی صفات کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی اپنی زندگی میں سخاوت اور خیر خواہی کو عام کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

سخاوت کیا ہے؟

سخاوت انسان کے اخلاق و کردار کی بلند ترین صفات میں سے ایک ایسی صفت ہے، جسے ہر معاشرہ عزت و وقار کی نظر سے دیکھتا ہے۔ یہ وہ وصف ہے جو دل کی وسعت، کردار کی بلندی، اور دوسروں کے ساتھ ہمدردی و محبت کی عکاسی کرتا ہے، سخاوت کا مطلب ہے اپنی ضروریات کو پسِ پشت ڈال کر دوسروں کی ضروریات کو پورا کرنا اور بغیر کسی غرض کے عطا کرنے کی صفت اپنانا۔ سخاوت نہ صرف انسانی تعلقات میں گہرائی اور مضبوطی پیدا کرتی ہے بلکہ روحانی بلندی اور اللہ کے قرب کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ سخاوت انسان کو خود غرضی اور مادہ پرستی سے نکال کر ایثار و قربانی کے اعلیٰ مقام پر فائز کرتی ہے۔ یہ صفت نہ صرف دینے والے کو بلند کرتی ہے بلکہ لینے والے کے دل میں محبت، شکر گزاری، اور احترام کے جذبات پیدا کرتی ہے۔ معاشرتی طور پر سخاوت وہ بنیاد ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت کے رشتے کو مضبوط بناتی ہے اور ایک پُر امن اور خوشحال معاشرے کی تشکیل کرتی ہے۔

اسلام نے سخاوت کو ایمان کا ایک لازمی حصہ قرار دیا ہے۔ سخاوت کا عمل نہ صرف دنیا میں انسان کے لیے آسانیاں پیدا کرتا ہے بلکہ آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ اس بات کا عملی نمونہ ہے کہ سخاوت کس طرح انسان کو بلند مقام عطا کرتی ہے۔

لغوی معنیٰ

عربی زبان میں ”سخاوت“ کا لفظ ”سَخاء“ سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے فراخ دلی،

جود و کرم اور فیاضی۔[1] یہ اس کیفیت کو ظاہر کرتا ہے جب انسان بغیر کسی بخل کے دوسروں کو عطا کرے۔[2]

اصطلاحی مفہوم

اصطلاح میں مال کی محبت ختم کرنے اور دوسروں پر خرچ کرنے کو سخاوت کہا جاتا ہے۔[3] یعنی انسان اپنی ضروریات اور خواہشات پر دوسروں کی بھلائی اور فائدے کو ترجیح دے۔ اپنے مال، وقت، یا ذات کو بغیر کسی لالچ، خوف، یا بدلے کی توقع کے خرچ کرے۔ یہ وہ جذبہ ہے جو اللہ کے قرب کا ذریعہ بنتا ہے اور معاشرے میں محبت، الفت، اور خیر کا ماحول پیدا کرتا ہے۔ اسلام نے سخاوت کو بہت اہمیت دی ہے اور اسے اخلاقِ حسنہ کا ایک لازمی جزو قرار دیا ہے۔ قرآن و حدیث میں سخاوت کی فضیلت کو بار بار بیان کیا گیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی عملی زندگی میں سخاوت کی اعلیٰ ترین مثالیں پیش کی ہیں۔

سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی روشنی میں

سخاوتِ مصطفیٰ کے بارے میں قرآن کی متعدد آیات میں صراحت اور اشارے کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جن کی کچھ جھلکیاں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ، اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴾ (پ30، الکوثر: 1) ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

---

(1) المنجد، ص364، مکتبہ قدوسیہ لاہور

(2) الزواجر عن اقتراف الکبائر، 1/383، دار المعرفۃ بیروت

(3) حجۃ اللہ البالغۃ، 2/107 دار الجیل بیروت

کوثر کا ایک معنیٰ ایثار

کوثر کی تفسیر میں امام ملک العلماء عزالدین بن عبد السلام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”کوثر کا ایک معنیٰ ایثار ہے۔“(1) جو سخاوت کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہے۔ اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”قالہ ابن کیسان“ یعنی یہ ابنِ کیسان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔(2) یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کوثر صرف مادی نعمتوں تک محدود نہیں، بلکہ اس میں اعلیٰ اخلاقی اوصاف، جیسے دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دینا اور قربانی کا جذبہ بھی شامل ہے۔ یہ وہ نعمت ہے جو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارکہ میں کامل طور پر موجود تھی اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی امت کو اس کی تعلیم دی۔

مزید فرمایا: ﴿وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا﴾ (پ15، بنی اسرائیل: 29) ترجَمۂ کنزالایمان: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا۔

خرچ کرنے میں اعتدال ملحوظ ہو

صدر الافاضل مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ تمثیل (مثال) ہے جس سے اِنفاق یعنی خرچ کرنے میں اعتدال ملحوظ رکھنے کی ہدایت منظور ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ نہ تو اس طرح ہاتھ روکو کہ بالکل خرچ ہی نہ کرو اور یہ معلوم ہو گویا کہ ہاتھ گلے سے باندھ دیا گیا ہے دینے کے لئے ہل ہی نہیں سکتا ایسا کرنا تو سببِ ملامت

---

(1) تفسیر العز بن عبد السلام، 3/496

(2) تفسیر قرطبی، 20/217، دار الکتب المصریۃ قاہرہ

ہو گا کہ بخیل، کنجوس کو سب بُرا کہتے ہیں اور نہ ایسا ہاتھ کھولو کہ اپنی ضروریات کے لئے بھی کچھ باقی نہ رہے۔

شانِ نزول: ایک مسلمان بی بی کے سامنے ایک یہودیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا بیان کیا اور اس میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر ترجیح دے دی اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت اس انتہا پر پہنچی ہوئی تھی کہ اپنی ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا سائل (مانگنے والے) کو دے دینے سے دریغ نہ فرماتے۔ یہ بات مسلمان بی بی کو ناگوار گزری اور انہوں نے کہا: انبیاء علیہم السلام سب صاحبِ فضل و کمال ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جُود و نوال میں کچھ شبہ نہیں لیکن سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے چاہا کہ یہودیہ کو حضرت سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جُود و کرم کی آزمائش کرا دی جائے۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنی چھوٹی بچی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ حضور سے قمیص مانگ لائے اس وقت حضور کے پاس ایک ہی قمیص تھی جو زیبِ تن تھی وہی اُتار کر عطا فرمادی اور خود آپ دولت سرائے اقدس میں تشریف فرمارہے، حیا سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ اذان کا وقت آیا۔ اذان ہوئی صحابہ علیہم الرضوان نے انتظار کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف نہ لائے تو سب کو فکر ہوئی حال معلوم کرنے کے لئے دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا جسم مبارک پر قمیص نہیں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

---

(1) خزائن العرفان، پ 15، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ: 29، مکتبۃ المدینہ کراچی

انسان احسان کا غلام ہے

اسی آیت کے تعلق سے فتاوی رضویہ میں ہے:"(نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو) جُود و سخاوت، (بھی عطا کی گئی ہے) کہ باعث تالیف قلوب ہوں۔"فَاِنَّ الْاِنْسَانَ عُبَیْدُ الْاِحْسَانِ وَجُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا" کیونکہ انسان احسان کا غلام ہے اور دلوں میں خلقی طور پر احسان کرنے والوں کی محبت ڈال دی گئی ہے۔(1)

مزید فرمایا:﴿وَ اَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْؕ(۱۰) وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۠(۱۱)﴾(پ30، الضحیٰ:10، 11)ترجمۂ کنزالایمان:اور منگتا کو نہ جھڑکو اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

مزید فرمایا:﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾(پ11، التوبۃ:128)ترجمۂ کنزالایمان:بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

بخیل اور سخی میں فرق

تفسیر سمعانی میں ہے:بخیل اور سخی میں فرق یہ ہے کہ سخی وہ ہے جو دینے میں خوشی محسوس کرتا ہے، جبکہ بخیل وہ ہے جو روکنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ بخیل وہ ہے جو جو کچھ دیتا ہے لیکن اس کی جان خوش نہیں ہوتی، جبکہ سخی وہ ہے جو جو کچھ دیتا ہے اس کی جان اس پر خوش ہوتی ہے۔(2)

---

(1) فتاوی رضویہ، 30/152، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(2) تفسیر سمعانی، 5/378 دار الوطن ریاض

تفسیر دُرِّ منثور میں ہے: جن چیزوں کو اللہ پسند کرتا ہے وہ سخاوت اور نرمی ہیں اور جن چیزوں کو اللہ ناپسند کرتا ہے وہ بُرا اخلاق اور بخل ہیں۔ اور جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے میں مشغول کرتا ہے۔[1]

اسی طرح مشہور قرآنی واقعہ[2] جس میں باغ کے جل جانے کا تذکرہ کیا گیا ہے، وہ بھی سخاوت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ چنانچہ،

پھلا پھولا باغ منٹوں میں تاراج

عجائب القرآن میں ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھالئے جانے کے تھوڑے دنوں بعد کا واقعہ ہے کہ یمن میں "صنعا" شہر سے دو کوس کی دوری پر ایک باغ تھا جس کا نام "ضردان" تھا۔ اس باغ کا مالک بہت ہی نیک نفس اور سخی آدمی تھا۔ اُس کا دستور یہ تھا کہ پھلوں کو توڑنے کے وقت وہ فقیروں اور مسکینوں کو بلاتا تھا اور اعلان کر دیتا تھا کہ جو پھل ہوا سے گر پڑیں یا جو ہماری جھولی سے الگ جا کر گریں وہ سب تم لوگ لے لیا کرو۔ اس طرح اس باغ کا بہت سا پھل فقراء و مساکین کو مل جایا کرتا تھا۔ باغ کا مالک مر گیا تو اُس کے تینوں بیٹے اس باغ کے مالک ہوئے مگر یہ تینوں بہت بخیل ہوئے۔ ان لوگوں نے آپس میں طے کر لیا کہ اگر فقیروں اور مسکینوں کو ہم لوگ بلائیں گے تو بہت سے پھل یہ لوگ لے جائیں گے اور ہم لوگوں کے اہل و عیال کی روزی میں تنگی ہو جائے گی۔ چنانچہ ان تینوں بھائیوں نے قسم کھا کر یہ طے کر لیا کہ

---

(1) در منثور، 8/109 دار الفکر بیروت

(2) پ29، القلم:20

سورج نکلنے سے قبل ہی چل کر ہم لوگ باغ کا پھل توڑ لیں تاکہ فقراء ومساکین کو خبر ہی نہ ہو۔ چنانچہ ان لوگوں کی بدنیتی کی نحوست نے یہ اثر بد دکھایا کہ ناگہاں رات ہی میں اللہ تعالیٰ نے باغ میں ایک آگ بھیج دی۔ جس نے پورے باغ کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا اور ان لوگوں کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ یہ لوگ اپنے منصوبہ کے مطابق رات کے آخری حصے میں نہایت خاموشی کے ساتھ پھل توڑنے کے لئے روانہ ہو گئے اور راستہ میں چپکے چپکے باتیں کرتے تھے تاکہ فقیروں اور مسکینوں کو خبر نہ مل جائے۔ لیکن یہ لوگ جب باغ کے پاس پہنچے تو وہاں جلے ہوئے درختوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ چنانچہ ایک بول پڑا کہ ہم لوگ راستہ بھول کر کسی اور جگہ چلے آئے ہیں مگر ان میں سے جو بہ نسبت دوسرے بھائیوں کے کچھ نیک نفس تھا۔ اُس نے کہا کہ ہم راستہ نہیں بھولے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو پھلوں سے محروم کر دیا ہے لہٰذا تم لوگ خدا کی تسبیح پڑھو تو ان سبھوں نے یہ پڑھنا شروع کر دیا کہ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ یعنی ہمارے رب کے لئے پاکی ہے ہم لوگ یقیناً ظالم ہیں کہ ہم نے فقراء ومساکین کا حق مار لیا پھر وہ تینوں بھائی ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور آخر میں یہ کہنے لگے کہ: ﴿عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْرًا مِّنْهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ(۳۲)﴾ (پ29، القلم:32) ترجمۂ کنزالایمان: امید ہے کہ ہمیں ہمارا رب اس سے بہتر بدل دے ہم اپنے رب کی طرف رغبت لاتے ہیں۔

بخل سے توبہ کی برکت

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے سچے دل سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی توبہ قبول فرمالی اور پھر ان لوگوں کو اس کے بدلے

ایک دوسرا باغ عطا فرمادیا جس میں بہت زیادہ اور بہت بڑے بڑے پھل آنے لگے۔ اس باغ کا نام "حیوان" تھا اور اس میں ایک ایک انگور اتنا بڑا بڑا ہوتا تھا کہ اُس کا ایک خوشہ ایک خچر کا بوجھ ہو جایا کرتا تھا۔ ابو خالد یمانی کا بیان ہے کہ میں اُس باغ میں گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ اُس باغ میں انگوروں کے خوشے حبشی آدمی کے قد کے برابر بڑے تھے۔[(1)]

قارئینِ کرام! رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سخاوت اور ایثار، امت کے لیے ایک کامل نمونہ ہے۔ قرآنِ مجید کی مذکورہ آیات میں جو تعلیمات ہمیں ملتی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ سخاوت ایک اعلیٰ اخلاقی وصف ہے جو انسان کو خدا کے قریب کرتا ہے اور معاشرے میں محبت، ہمدردی اور بھائی چارے کو فروغ دیتا ہے۔

سخاوت کا اعلیٰ ترین درجہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سخاوت کے مختلف درجات ہیں اور ان میں سب سے اعلیٰ ترین درجہ ایثار ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی ضرورت اور حاجت کا مال دوسرے پر خرچ کر دے جبکہ حاجت یا ضرورت سے زائد مال خرچ کرنا مطلقاً سخاوت کہلاتا ہے اور حاجت کے باوجود خرچ کرنا انتہائی دُشوار عمل ہے، لہٰذا سخاوت کی انتہا یہ ہے کہ آدمی حاجت کے باوجود دوسروں پر سخاوت کرے۔[(2)] سخاوت کا مطلب صرف مادی اشیاء دینا نہیں، بلکہ اپنے وقت، علم اور صلاحیتوں کو بھی دوسروں کے لیے وقف کرنا ہے۔ معلوم ہوا سخاوت کا اعلیٰ ترین درجہ ایثار ہے، یعنی دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دینا، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے بارہا ایسا کرنا ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کو

(1) عجائب القرآن، ص206، مکتبۃ المدینہ کراچی، تفسیر صاوی، 6/2216 دار الفکر بیروت

(2) احیاء علوم الدین، 3/257 دار المعرفۃ بیروت

وہ بندہ پسند ہے جو دوسروں کی ضرورت پوری کرنے میں خوشی محسوس کرے اور اس کے ذریعے اپنے رب کی رضا حاصل کرے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی میں اعتدال کے ساتھ خرچ کریں، بخل اور اسراف سے بچیں، اور اپنی استطاعت کے مطابق دوسروں کی ضروریات پوری کریں۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی سخاوت احادیث کی روشنی میں

احادیثِ مبارکہ میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے جود و سخاوت کا ذکر مختلف انداز سے کیا گیا ہے، جس سے نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بے مثال سخاوت کا اظہار ہوتا ہے بلکہ امت کے لیے ایک عظیم سبق بھی ملتا ہے۔ یہ احادیث ہمیں دعوت دیتی ہیں کہ ہم اپنی زندگی میں ایثار، ہمدردی اور قربانی جیسی صفات کو اپنائیں اور دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کریں۔

ذیل میں چند ایسی احادیث پیش کی جارہی ہیں جو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سخاوت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہیں، اور ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

سب سے بڑھ کر سخی کون؟

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی میں سخاوت کا مفہوم اس قدر وسیع تھا کہ آپ نے نہ صرف اپنے مال اور وقت سے لوگوں کی مدد کی بلکہ اپنے اخلاق، محبت اور رحمت سے بھی سخاوت کا اعلیٰ معیار قائم کیا۔ چنانچہ، بخاری شریف کی حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ

الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان میں جب جبریل علیہ السلام ان سے ملتے تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سب سے زیادہ سخاوت کرتے تھے اور رمضان کی ہر رات جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تیز ہوا سے بڑھ کر بھلائی کے معاملے میں سخاوت فرمانے والے تھے۔ (1)

بہت زیادہ سخاوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سخاوت بہت زیادہ تھی جس کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی ساری زندگی لوگوں کو نوازنے اور مدد کرنے میں گزاری۔ آپ کی سخاوت اتنی بے مثال تھی کہ آپ رمضان المبارک میں جب جبریل علیہ السلام سے ملتے، تو آپ کی سخاوت کی روشنی مزید بڑھ جاتی تھی۔ جیسے تیز ہوائیں اپنے راستے میں ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سخاوت لوگوں کی زندگیوں میں خوشی، سکون، اور برکت لے کر آتی تھی۔ یہ حدیث ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سخاوت کی اعلیٰ مثال پیش کرتی ہے، جسے ہم اپنے معاشرتی تعلقات میں اپنانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اس حدیث کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپناتے ہوئے اپنی سخاوت میں اضافہ کریں۔ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نقشِ قدم پر چلے گا، وہ نہ صرف اپنے دل میں سخاوت کی خوشبو محسوس کرے

(1) بخاری، 1/10، حدیث:6 دار الکتب العلمیۃ بیروت

گا بلکہ دوسروں کے لیے آسانیوں کا سبب بھی بنے گا۔ آیئے! اب ہم اس حدیث کی مزید شروحات اور اس کے حکمت آموز پہلوؤں پر آئمہ دین کے کلام نقل کرتے ہیں تاکہ ہم اس پیغام کو بہتر طور پر سمجھ کر عمل کر سکیں۔

رمضان میں زیادہ جود وسخا کی مختلف وجوہات

امام ابو العباس احمد بن عمر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

"حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے اس فرمان (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے) کا مطلب یہ ہے کہ آپ سب لوگوں سے زیادہ جود وسخاوت کرنے والے تھے۔ یہ بات آپ کے اخلاق مبارکہ سے معلوم ہے، کیونکہ آپ سے جو بھی چیز مانگی جاتی اور وہ عطا کرنا ممکن ہوتا تو آپ انکار نہ کرتے تھے۔

(رمضان میں آپ کی سخاوت سب سے زیادہ ہوتی تھی) اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

پہلی: رمضان کے مہینے کے ثواب کی رغبت میں، کیونکہ اس مہینے میں نیکیوں کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے، اور اس لیے کہ روزہ داروں کی مدد کریں، ان کو افطار فراہم کریں، تاکہ آپ کو ان کے اجر میں بھی حصہ ملے، جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے۔

دوسری: اس لیے کہ آپ رمضان میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور فرماتے تھے، جس سے آپ کا ایمان اور یقین مزید تازہ ہو جاتا تھا، آپ کے مقامات بلند ہوتے اور برکتیں ظاہر ہوتیں۔ یہ ملاقات کتنی عظیم اور شاندار ہوتی ہوگی!

تیسری: کہا گیا ہے کہ رمضان میں صدقات کی کثرت اس لیے ہوتی تھی کہ یہ حضرت جبریل علیہ السلام سے پہلے کچھ کہنے سے پہلے کی جاتی تھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا: جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔(پ28، المجادلہ:12) تاہم، یہ بات دور کی ہے، کیونکہ یہ حکم منسوخ ہو چکا تھا اور اس آیت کے مخاطبین عام مؤمنین ہیں، نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم۔ نیز جبریل علیہ السلام کا اس آیت میں شامل ہونا بھی بعید ہے۔(1)

اسی طرح کشف المشکل من حدیث الصحیحین میں ہے: جُود کا مطلب ہے: کثرت سے عطا کرنا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے رمضان میں جود و سخاوت زیادہ ہونے کی پانچ وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: رمضان ایک فضیلت والا مہینہ ہے، اور اس میں صدقہ کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے، اسی طرح دیگر عبادات کا بھی۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رمضان میں ایک تسبیح غیر رمضان میں ستر تسبیحات سے بہتر ہے۔

دوسری وجہ: رمضان کا مہینہ روزے کا مہینہ ہے، اس لیے لوگوں کو افطار اور سحری کے لیے مدد فراہم کرنا ایک بڑا عمل ہے۔

تیسری وجہ: اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی عطائیں زیادہ ہوتی ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مؤمن کا رزق رمضان میں بڑھا دیا جاتا ہے، اور ہر دن ہزاروں لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنے ربّ کے کرم کے ساتھ موافقت کو پسند فرمایا۔

چوتھی وجہ: جود و سخاوت جبریل علیہ السلام کے ہر رات تشریف لانے کے شکر کے

(1) المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، 6/101 دار ابن کثیر بیروت

طور پر تھی۔

پانچویں وجہ: رمضان میں جب آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم جبریل علیہ السلام کے ساتھ ہر رات قرآن مجید کا دور فرماتے تھے تو آخرت کا مشاہدہ اور بھی بڑھ جاتا تھا، جس کی بنا پر آپ نے دنیاوی مال کو اپنے پاس روکنے کے بجائے اسے راہ خدا میں خرچ کر دیا۔[1]

فانی چیزوں سے بے نیازی

شرح المشکاۃ للطیبی میں ہے: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم موجود چیزوں کو عطا کرتے تھے، کیونکہ آپ کا مزاج جود وسخا والا تھا اور آپ فانی چیزوں سے بے نیاز تھے، اور جو چیزیں باقی رہنے والی ہیں آپ کا ان پر انحصار تھا۔ جب دنیا کی کوئی چیز آپ کے سامنے آتی، تو آپ اس کی طرف نظر نہیں کرتے، چاہے وہ قیمتی اور زیادہ ہوتی اور مانگنے سے قبل ہی عطا کر دیتے تھے۔ اگر کوئی چیز پاتے تو سخاوت کرتے تھے اور نہ پاتے تو وعدہ کرتے تھے اور وعدہ نہیں توڑتے تھے۔ اور یہ ساری باتیں آپ سے رمضان میں زیادہ ظاہر ہوتی تھیں۔ اور جو یہ کہا گیا کہ ”وہ ہوا سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے“ تو اس سے مراد وہ ہوا ہے جو اللہ کی رحمت کی بشارت لاتی ہے، جو ہر جگہ فائدہ پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾ (پ29، المرسلات:1)، یعنی وہ ہوا جو احسان اور بھلائی کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اس لیے آپ کی سخاوت کو ایسی ہوا کی مانند سمجھا گیا جو زمین کو زندہ کرتی ہے، جبکہ آپ کی سخاوت دلوں کو زندہ کرتی ہے۔ آپ کی

(1) کشف المشکل من حدیث الصحیحین، 2/312، رقم:978 دار الوطن ریاض

سخاوت صرف مال دینے تک محدود نہیں تھی، بلکہ اس میں تمام حاجت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنا شامل تھا۔[1]

امام شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم موجود کو عطا کر دیتے تھے کیونکہ آپ کا مزاج جود و سخاوت کی بلندیوں پر تھا اور آپ فانی چیزوں سے بے نیاز تھے۔[2]

اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کا کامل ترین مظہر

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کا کامل ترین مظہر تھے، اس لیے ہمیشہ سب سے زیادہ سخی اور کریم رہے۔ جب رمضان کا مبارک مہینہ آتا، جو خیر کا موسم اور برکت کا منبع ہے، اور اللہ کی نعمتیں اور فیوض اس مہینے میں بہت زیادہ ہوتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے اس میں عبادات اور قربتوں کو مزید بڑھا دیتے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا جود و کرم اس مہینے میں بڑھ جاتا ہے، اسی طرح آپ کا جود و سخا بھی اپنی امت پر زیادہ ہو جاتا، کیونکہ اللہ نے آپ کو اپنی صفات کے انوار کا مظہر اور کمالات کے آثار کا محل بنایا تھا۔ اس لیے سخاوت آپ کی فطرت کا حصہ اور عادت بن گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رمضان کی گھڑیوں میں سب سے زیادہ سخاوت فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیث سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ انسان کو خیر و برکت کے موسموں اور افضل اوقات میں نیکیاں زیادہ سے زیادہ کرنی

---

(1) شرح المشکاۃ للطیبی، 5/1628، تحت الحدیث: 2098 مکتبۃ نزار مصطفیٰ، مکۃ المکرمہ

(2) المیسر فی شرح مصابیح السنۃ للتورپشتی، 2/483، مکتبۃ نزار مصطفیٰ، مکۃ المکرمہ

چاہئیں، خاص طور پر نیک لوگوں کی صحبت میں۔

حدیث کے الفاظ: "تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے" میں قرآن مجید کی آیت ﴿وَ هُوَ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِهٖ﴾ (پ8، الاعراف:57) کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ تیز ہوا بادلوں کو لاتی ہے، بارش برستی ہے اور اس سے رزق، برکت، سکون اور خوشبو پیدا ہوتے ہیں۔"(1)

دائمی سخاوت

حنفی محدث حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خیر کے معاملے میں لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا یہ عمل دائمی تھا اور خیر ہر اس چیز کو جامع ہے جس سے نفع اٹھایا جائے اور آپ رمضان کے اوقات میں سب سے زیادہ سخاوت فرمانے والے تھے۔ کہا گیا ہے کہ آپ حضرت جبریل علیہ السلام کو پورا قرآن ابتدا سے انتہا تک تجوید اور حروف کی درست ادائیگی کے ساتھ سناتے تاکہ یہ امت کے لیے سنت بن جائے اور شاگرد اپنے اساتذہ کو اسی طرح قرآن پیش کریں۔(2)

نیک لوگوں کی صحبت

شرح صحیح بخاری ابن بطال میں ہے: امام مہلب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس میں نیک لوگوں کی صحبت کی برکت ہے، کیونکہ اس سے نیک کاموں کی یاد دہانی ہوتی ہے

---

(1) لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح، 4/517، تحت الحدیث: 2098 دار النوادر بیروت

(2) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، 4/1446، تحت الحدیث: 2098 دار الفکر بیروت

اور نیک عمل میں اضافے کی ترغیب ملتی ہے۔ اسی لیے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے علماء کی صحبت اختیار کرنے اور ذکر کی مجالس کو لازم پکڑنے کا حکم دیا، اور نیک صحبت کو عطار (عطر فروش) کے ساتھ تشبیہ دی، کہ اگر تمھیں اس کے سامان سے کچھ نہ بھی ملے تو اس کی خوشبو سے محروم نہیں رہو گے۔ (1)

سخاوت کے ذریعے لوگوں پر فضیلت

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے فضائل و کمالات کا بیان ایمان کو تازگی اور روح کو سرور بخشتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں اور اعلیٰ صفات سے نوازا، جو کسی اور بشر کو عطا نہیں کی گئیں۔ ان میں سخاوت، بہادری، غیر معمولی طاقت اور عظیم اخلاق جیسی صفات نمایاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا ہر عمل انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ان ہی صفات میں سخاوت اعلیٰ مقام اور کامل انسانیت کی دلیل ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے خود اپنی فضیلت کے بیان میں سخاوت کو ان خصوصی صفات میں شمار فرمایا جن کی وجہ سے آپ کو تمام انسانوں پر برتری عطا کی گئی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت اس فضیلت کو واضح کرتی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چار عظیم صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں پر چار باتوں میں فضیلت دی گئی ہے: سخاوت، بہادری، کثرت جماع، اور سخت طاقتور ہونا۔ (2)

حضرت ابنِ منکدر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ

(1) شرح البخاری لابن بطال، 4/22 مکتبۃ الرشد ریاض

(2) ابن عساکر، 4/22 دار الفکر بیروت

فرماتے تھے: کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال گیا ہو اور آپ نے ”نہیں“ فرمایا ہو (یعنی ہمیشہ عطا فرماتے تھے)۔ (1)

دو پہاڑوں کے بیچ کی بکریاں عطا کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اسلام کے نام پر کچھ بھی مانگا گیا تو آپ نے عطا فرمایا۔ ایک شخص آیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان بھرنے جتنی بکریاں دیں، وہ اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور کہا: اے قوم! اسلام قبول کرو کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسا عطا کرتے ہیں کہ محتاجی کا خوف نہیں رہتا۔ (2)

بحرین کا مال

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”اگر ہمیں بحرین کا مال ملتا تو میں تمہیں اس طرح، اس طرح، اور اس طرح دیتا“ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح پھیلائے۔ بحرین کا مال آتا اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ بعد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا، تو انہوں نے اعلان کروایا: جس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کوئی وعدہ فرمایا ہو یا اس کا نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر کوئی قرض ہو وہ آئے۔ میں آیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر

---

(1) بخاری، 4/109، حدیث: 6034 دار الکتب العلمیہ بیروت

(2) مسلم، ص 973، حدیث: 6020 دار الکتاب العربی بیروت

بحرین کا مال آتا تو میں تمہیں اس طرح دیتا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے مٹھی بھر کر دی اور کہا: اسے گن لو۔ میں نے گنا تو وہ پانچ سو نکلے، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے برابر دُگنا اور لے لو۔ (1)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس (حاکم بحرین) حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مال آیا، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس کا نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف کوئی قرض ہو یا نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس سے کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ (2)

عرش والے سے کمی کا خوف نہ کریں

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس آیا اور کچھ مانگا۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے، لیکن تم میرے ذمہ لے لو، جب کچھ آئے گا تو میں ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! اللہ نے آپ پر وہ چیز لازم نہیں کی جو آپ کے بس میں نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات ناپسند ہوئی۔ اس پر ایک انصاری نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! خرچ کریں اور عرش والے سے کمی کا خوف نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مسکرائے اور انصاری کی بات سن کر چہرے پر خوشی کے آثار ظاہر

---

(1) مسلم، ص974، حدیث:6023 دار الکتاب العربی بیروت
(2) مسلم، ص974، حدیث:6024 دار الکتاب العربی بیروت

ہوئے اور فرمایا: مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔[1]

اللہ پر توکل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کل کے لیے کچھ بھی ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔[2]

یہ حدیث نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اللہ پر توکل کے عظیم ترین مقام کو ظاہر کرتی ہے۔ آپ کا کل کے لیے کچھ ذخیرہ نہ رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا مکمل بھروسہ اور اعتماد اللہ تعالیٰ کی ذات پر تھا، جو ہر روز رزق عطا فرماتا ہے۔

ہدیہ کا بدلہ دینا

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس تر کھجوروں اور بالوں والی ککڑی کا ایک ٹوکرا لے کر آئی تو آپ نے مجھے اپنی ہتھیلی بھر کر زیور اور سونا عطا فرمایا۔[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تحفہ قبول کرتے تھے اور اس کا بدلہ بھی دیتے تھے۔[4]

یہ روایت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے احسان کی عظمت کو بیان کرتی ہے کہ آپ نہ صرف لوگوں کے ہدیے قبول کرتے بلکہ اس کا بہترین بدلہ عطا فرماتے تھے، جو

---

(1) شمائل ترمذی، ص 201، حدیث: 338 دار احیاء التراث العربی بیروت

(2) شمائل ترمذی، ص 201، حدیث: 337 دار احیاء التراث العربی بیروت

(3) شمائل ترمذی، ص 201، حدیث: 339 دار احیاء التراث العربی بیروت

(4) شمائل ترمذی، ص 202، حدیث: 340 دار احیاء التراث العربی بیروت

آپ کے حُسنِ اخلاق اور سخاوت کی دلیل ہے کہ ہدیہ قبول کرنا بھی سنتِ رسول ہے اور اس کا بدلہ دینا بھی حسنِ اخلاق اور احسان کی علامت ہے۔

نرمی و آسانی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حجۃ الوداع کے دن کسی عمل کو دوسرے پر مقدم کرنے کے بارے میں پوچھا گیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، کوئی حرج نہیں۔ [1]

یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نرم مزاج اور آسانی پیدا کرنے کے رویے کو نمایاں کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں کے لیے سہولت اور آسانی چاہتے تھے اور معاملات میں غیر ضروری سختی سے اجتناب فرماتے تھے۔

فانی دنیا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چٹائی پر سوئے، اور جب اٹھے تو چٹائی کے نشان آپ کے پہلو پر تھے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اگر ہم آپ کے لیے کوئی نرم بستر بنا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا لینا؟ میں دنیا میں بس ایسے ہوں جیسے کوئی مسافر جو کسی درخت کے سائے میں ٹھہرتا ہے، پھر وہاں سے چل دیتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔ [2]

سخاوت کا بدلہ آخرت کی بہتری

اسلامی تاریخ میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں جو قربانی اور ایثار کی اعلیٰ مثال پیش

(1) شرح مشکل الآثار، 15/285 مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
(2) ترمذی، 4/167، حدیث: 2384 دار الفکر بیروت

کرتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جان، مال اور ہر شے اللہ کی راہ میں پیش کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور یہی جذبہ ان کی کامیابی کا راز تھا۔

چنانچہ، حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس ہزار دینار لائے جب نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جیش العسرہ کی تیاری کر رہے تھے، اور وہ دینار نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی گود میں ڈال دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم انہیں الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے اور فرمایا: آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے، کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کئی بار فرمائی۔ (1)

یہ واقعہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں دی گئی قربانی کبھی ضائع نہیں ہوتی، بلکہ بندہ نہ صرف دنیا میں عزت پاتا ہے بلکہ آخرت میں بھی کامیابی کا حقدار بنتا ہے۔ ہمیں بھی اپنے اعمال میں اخلاص اور دین کی خدمت کے جذبے کو پروان چڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

سخاوتِ مصطفیٰ بزبانِ علی المرتضیٰ

حضرت ابراہیم بن محمد بن حنفیہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعریف کرتے تو فرماتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے اور سب سے زیادہ عزت دینے والے تھے، جو بھی آپ سے ملتا اور آپ کو جانتا، وہ آپ کو دل

---

(1) مستدرک، 3/102، حدیث: 4553 دار الکتب العلمیہ بیروت

سے محبت کرتا تھا۔[1]

عام معافی کا اعلان

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ سے اہل علم میں سے بعض نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی، اور اکیلے ہی دشمنوں کے گروہوں کو شکست دی۔ سن لو! ہر فخر، خون یا مال کا دعویٰ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے، سوائے خانہ کعبہ کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانے کے۔ سنو! غلطی سے ہونے والے قتل، جو دُرّے یا لاٹھی سے ہو، اس میں سخت دیت ہے: سو اونٹ، جن میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں۔ اے قریش کے لوگو! اللہ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور آباء و اجداد پر فخر ختم کر دیا ہے۔ سب انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ترجمہ: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ (پ26، الحجرات: 13) پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اے قریش کے لوگو! تم کیا سمجھتے ہو، میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟ لوگوں نے کہا: بھلائی، آپ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جاؤ، تم سب آزاد ہو۔[2]

---

(1) اخلاق النبی وآدابہ لابی الشیخ، ص273، رقم: 85 دار المسلم للنشر والتوزیع بیروت

(2) سیرت ابن ہشام، 3 / 73، جزء: 3 دار الجیل بیروت

تین سو اونٹ عطا کرنا

حضرت ابنِ شہاب زُہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے غزوہ فتح مکہ میں شرکت کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اور مسلمانوں نے غزوہ حنین میں حصہ لیا، تو اللہ نے اپنے دین اور مسلمانوں کی مدد کی۔ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے صفوان بن امیہ کو 100 اونٹ دیئے، پھر 100، پھر 100۔ حضرت ابنِ شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ صفوان نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم مجھے دیتے رہے یہاں تک کہ وہ میرے لیے سب سے محبوب شخصیت بن گئے۔ (1)

بنی آدم میں سب سے بڑے سخی

بلاشبہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تمام صفاتِ کمالیہ میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہیں اور سخاوت آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی نمایاں صفات میں سے ایک ہے۔ چنانچہ مواھب لدنیہ میں ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ارشاد ہے: ”میں بنی آدم میں سب سے زیادہ سخی ہوں۔“ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہر لحاظ سے بنی آدم میں سب سے زیادہ سخی، افضل، علم والے، بہادر اور تمام اچھی صفات میں کامل ترین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سخاوت ہر قسم کی سخاوت کو شامل ہے، جیسے علم و مال کا خرچ کرنا، دین کے اظہار میں اپنی جان پیش کرنا، بندگانِ خدا کو ہدایت دینا اور ہر طریقے سے ان کو نفع دینا جیسے بھوکوں کو کھلانا، جاہلوں کو نصیحت

---

(1) مسلم، ص 973، حدیث: 6022 دار الکتاب العربی بیروت

کرنا، لوگوں کی ضروریات پوری کرنا اور ان کے بوجھ اٹھانا۔ صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے کبھی بھی کسی چیز کا سوال کیا گیا تو آپ نے انکار نہیں فرمایا۔ اسی طرح یہ روایت مسلم میں بھی ہے کہ جو بھی دنیاوی چیز طلب کی گئی، آپ نے منع نہیں فرمایا۔ مشہور شاعر فرزدق نے کہا:

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّافِی تَشَهُّدِہٖ . . . لَوْلَا التَّشَهُّدُ کَانَتْ لَاؤُہٗ نَعَمُ

ترجمہ: آپ نے کبھی "نہیں" نہیں کہا، سوائے تشہد میں،
اگر تشہد نہ ہوتا تو آپ کی "نہیں" بھی "ہاں" ہوتی۔

امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عادت مبارکہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ "لا" ہے نہ حاجت "اگر" کی ہے

منع نہ فرمانے کی وضاحت

شیخ الاسلام حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمائی کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو چیز مانگی گئی وہ لازماً دے دی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم انکار کا لفظ ادا نہ فرماتے۔ اگر آپ کے پاس ہوتا اور دینا جائز ہوتا تو عطا فرماتے، ورنہ خاموشی اختیار کرتے۔ امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابنِ حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرسل روایت بیان کی ہے، جس کے مطابق جب آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے سوال کیا جاتا اور آپ دینا چاہتے تو فرماتے: "ہاں"، اور اگر نہ دینا چاہتے تو خاموش رہتے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا کہ حضرت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کبھی کھانے میں عیب نہ نکالا، اگر پسند ہوتا تو کھالیتے، ورنہ چھوڑ دیتے۔ شیخ عزالدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے منع کرنے کے لیے "نہیں" نہ کہا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم معذرت کے لیے بھی "نہیں" نہیں کہا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے: تم سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں۔ (پ10، التوبہ:92) اس میں اور صاف منع کرنے میں فرق واضح ہے کہ کوئی چیز موجود نہ ہونے کی صورت میں "نہیں" کہنا معذرت کے طور پر ہے، جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا، چنانچہ جب اشعریوں نے سواری مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس کوئی سواری نہیں۔"(1)

کندھے کے سوا سب بچ گیا

ترمذی میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی، تو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پوچھا: اس میں سے کیا چیز باقی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: کندھے (دستی) کے علاوہ کچھ نہیں بچا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: کندھے کے سوا سب بچ گیا۔(2)

اس حدیث کے تحت مرقاۃ المفاتیح میں ہے: یعنی جو صدقہ کیا گیا وہ باقی ہے اور جو تمہارے پاس رہ گیا وہ باقی نہیں۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے: جو تمہارے پاس

---

(1) مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی، 6/111، 113 دار الکتب العلمیہ بیروت

(2) ترمذی، 4/212، حدیث: 2478 دار الفکر بیروت

ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے۔(پ14،النحل:96)[1]

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی جو راہِ خدا میں صدقہ دے دیا گیا وہ باقی اور لازوال ہو گیا اور جو اپنے کھانے کے لیے رکھا گیا وہ ہضم ہو کر فنا ہو جائے گا۔[2]

نوادر الاصول میں سے سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند جھلکیاں

حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میں خزانے کا مالک ہوں، تقسیم کرتا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے، میں ابو القاسم ہوں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے۔[3]

کل کے لئے بچا کر رکھنے سے منع فرمانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت کی۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لیے دو پرندے ہدیہ کیے گئے، آپ نے ان میں سے ایک کے ساتھ رات کا کھانا تناول فرمایا، اور دوسرا پرندہ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لیے چھپا کر رکھ دیا۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے اُمِّ ایمن! کیا تمہارے پاس کچھ ناشتہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: دوسرا پرندہ رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اے ام ایمن! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کبھی رات کے کھانے کو صبح کے لیے ذخیرہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی صبح کے کھانے کو رات کے لیے۔ وہ درختوں کے

---

(1)مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح،4/1346، تحت الحدیث:1919 دار الفکر بیروت

(2)مراۃ المناجیح،3/110 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(3)نوادر الاصول،1/99، رقم:67 دار النوادر بیروت

پتوں سے کھاتے اور بارش کے پانی سے پیتے تھے، موٹے کپڑے پہنتے اور جہاں شام ہوتی وہیں رات گزار لیتے تھے۔ وہ فرماتے تھے: ہر دن اپنا رزق لے کر آتا ہے۔ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! میں آئندہ آپ کے لیے کوئی چیز نہیں چھپاؤں گی۔“ (1)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اے بلال! ہمیں کھلاؤ۔“ انہوں نے عرض کی: ”میرے پاس صرف چند کھجوریں ہیں، جو میں نے آپ کے لیے چھپا رکھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ”کیا تمہیں ڈر نہیں کہ اللہ انہیں دوزخ کی آگ میں تبدیل کر دے؟ خرچ کرو، اے بلال! اور عرش والے سے تنگی کا خوف نہ کرو۔“ (2)

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لیے گوشت کی ایک ہنڈیا چھپا رکھی تھی اور اسے ایک کھڑکی میں رکھا تھا۔ جب آپ تشریف لائے تو وہ ہنڈیا سامنے پیش کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دیکھا تو وہ خراب تھی یا پتھر بن چکی تھی۔ پوچھا: کیا کسی سوالی نے دروازے پر سوال کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اسی لیے ایسا ہوا ہے۔ (3)

پرندوں کا توکل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے

---

(1) نوادر الاصول، 1/100، رقم: 69 دار النوادر بیروت

(2) نوادر الاصول، 1/101، رقم: 70 دار النوادر بیروت

(3) نوادر الاصول، 1/102، رقم: 71 دار النوادر بیروت

فرمایا: ”اگر تم اللہ پر ویسا ہی بھروسا کرو جیسا اس پر بھروسا کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے گا جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔“ پھر آپ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی: اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اللہ روزی دیتا ہے اُنہیں اور تمہیں۔(پ21، العنکبوت:60) پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: یاد رکھو، اللہ پر بھروسا کرنے والے کو اسی طرح رزق دیا جاتا ہے جیسے پرندوں کو۔[1]

ایک اعتراض اور اس کا جواب

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں: اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے تو اپنے اہل و عیال کے لیے ایک سال کا خرچ محفوظ رکھا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ذخیرہ کرنا ادخار (اپنی ذات کے لیے چھپانے) میں شامل نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے خیبر کے مالِ غنیمت میں سے اہل و عیال کے لیے ان کا حصہ محفوظ رکھا تھا۔ اسی طرح بنو قریظہ اور بنو نضیر کے مالِ غنیمت میں سے بھی حصہ دیا۔ یہ سب اللہ کی امانت تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو تصرف کا اختیار دیا گیا اور آپ نے اسے حق کے کاموں میں خرچ کیا اور دل اس مال سے خالی تھا۔ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ذخیرہ کیا، وہ اہل و عیال کے لیے تھا کیونکہ وہ دیگر لوگوں کی طرح تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنے عیال کو اس پر مجبور نہیں کیا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ یہ کام انبیاء، اولیاء اور اہلِ یقین کے شایانِ شان ہے جو زمین کے قیام کا ذریعہ ہیں۔ ان کے دل اللہ کی طرف سے مطمئن اور اللہ کے بارے میں ہر قسم کے شک و شبہ

(1) نوادر الاصول، 1/102، رقم:72 دار النوادر بیروت

سے پاک ہوتے ہیں۔ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اس فرمان پر غور نہیں کرتے، جب ایک شخص نے عرض کی: مجھے کوئی مختصر نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور اللہ پر اپنی ذات کے بارے میں بدگمانی نہ کرو۔[1]

مال محفوظ رکھنے کی دو صورتیں

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ مزید ذکر کرتے ہیں: جو کچھ بھی مال آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس آتا اسے حق اور دین کے ضروری کاموں کے لیے محفوظ رکھتے، نہ کہ اپنی ذات کے لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اس مال کو اسلحہ اور گھوڑوں پر خرچ کرتے، کیونکہ ان چیزوں کی ضرورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنی بیویوں کے لیے خوراک کا بندوبست اس لیے کرتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کتنا باقی ہے اور پھر اسے ان مقاصد پر خرچ کرتے جو ضروری ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے مال کو محفوظ کرنے اور اس کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ”اور بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے۔“ (پ4، النساء: 5) لہٰذا جب کوئی مال محفوظ کیا جائے تو وہ اللہ کے حقوق کی ادائیگی کے لیے محفوظ کیا جائے۔ ایسا شخص اجر کا مستحق ہوتا ہے اور اللہ کے خزانچیوں میں سے ایک شمار ہوتا ہے۔ لیکن اگر کسی نے مال اپنی ذات یا دنیاوی ضروریات کے لیے جمع کیا تو وہ نقصان، زوال اور اللہ کی مدد سے محرومی کا شکار ہوگا۔ قیامت کے دن اسے ہر درہم کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جو کچھ اپنے اہل خانہ کے لیے مختص کیا، وہ بھی حق کے کاموں میں شامل تھا، کیونکہ

(1) نوادر الاصول، 1 / 103، رقم: 72 دار النوادر بیروت

وہ بھی ان حقوق میں شامل تھے۔ آپ کی ازواجِ مطہرات کو اطمینان صرف اسی وقت ہوتا جب ان کے لیے کچھ محفوظ کیا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں ایسی حالت میں ڈالنے کا تکلف نہیں کیا جو ان کے لیے مناسب نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس لیے تنبیہ کی کہ انہوں نے کہا: ”یہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لیے چھپا کر رکھا تھا۔“ اسی طرح حضرت اُمِّ ایمن اور حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہما کو بھی تنبیہ کی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اہل خانہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ ان کے لیے چند دنوں کی ضرورت کا سامان بھجوا دیتے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے جو کچھ کیا، وہ ضرورت کے وقت کیا۔ لیکن جب ضرورت ختم ہوئی اور انہوں نے جلد بازی میں اسے ایک برتن میں محفوظ کر لیا، تو پانی رک گیا اور مزید مدد نہ آئی۔ یہ اس لیے ہوا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کرم کے برخلاف عمل کیا۔ اگر وہ اطمینان، صبر اور اللہ کے فضل پر بھروسا کرتے ہوئے عمل کرتیں، تو مدد جاری رہتی۔ لیکن انہوں نے خود کو ایک ایسا عمل کرنے پر مجبور کیا جو اللہ کے کرم کے شایانِ شان نہ تھا۔

ایک مثال سے وضاحت

دنیاوی بادشاہ کی مثال لیجیے کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ضرورت مند کو کھانے کے لیے دسترخوان بچھا کر دے اور وہ کھانے کے ساتھ کچھ ذخیرہ کرنے لگے، تو کیا یہ عمل بادشاہ کی نظر میں اسے حقیر نہ بنا دے گا؟ اسی طرح اگر کوئی بادشاہ کسی کو کپڑے عطا کرے اور وہ مزید کپڑے ذخیرہ کرنے لگے، تو کیا یہ اس کی عزت میں کمی کا باعث نہ بنے گا؟ یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے بادشاہ پر بھروسا نہیں کرتا۔ جب یہ عمل دنیاوی

بادشاہوں کے نزدیک بُرا سمجھا جاتا ہے، تو ربُّ العالمین کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرنا کتنا قبیح ہوگا!؟ لہٰذا، جب اللہ آپ کو دنیاوی رزق عطا کرے، تو اسے اس کے امانت دار کے طور پر لیں اور اللہ کے حقوق میں خرچ کریں۔[1]

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! میں نے ایک دینار پایا، اسے کہاں خرچ کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنی ذات پر خرچ کرو۔ اس شخص نے دوبارہ عرض کی: اور ایک اور پایا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اپنے اہل پر خرچ کرو۔ اسی طرح سات مرتبہ مختلف مواقع پر خرچ کرنے کی ترغیب دی۔ ساتویں مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: اب اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔[2]

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں: یہ دنیاوی مال حرص اور خودغرضی کے ساتھ لینا دل کی تاریکی اور ایمان کی کمزوری کا باعث بنتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دعا سکھائی: "اے اللہ! میں تجھ سے ایمان کے ساتھ صحت کا سوال کرتا ہوں۔" وہ شخص جس کا دل اللہ کے ساتھ مطمئن ہو، اسے دنیاوی چیزوں کی طرف التفات نہیں ہوتا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی وصف کے حامل تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی: "اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔" (پ30، الفجر:28) آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو بکر!

---

(1) نوادر الاصول، 1/ 105، 107، رقم: 72 دار النوادر بیروت

(2) نوادر الاصول، 1/ 108، رقم: 72 دار النوادر بیروت

فرشتہ یہ کلمات تمہیں موت کے وقت کہے گا۔"یہی روح وہ ہے جو اللہ کی ہر قضاوقدر پر راضی ہوتی ہے اور دنیاوی لذتوں کو بھول کر اللہ کی قربت میں اپنی لذت پاتی ہے۔[1]

دارمی میں ہے: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:"مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ اُحد پہاڑ میرے لیے سونے کا ہو، اور میں اس دن فوت ہوں جب میرے پاس ایک دینار یا آدھادینار بھی موجود ہو، سوائے اس کے جو قرض خواہ کا حق ہو۔"[2]

یتیم پر شفقت

حضرت بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے والد جنگِ اُحد کے دن شہید کردیئے گئے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس روتا ہوا آیا۔ آپ نے فرمایا: "تمہارا نام کیا ہے؟" میں نے عرض کیا: عقربہ۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:"تم بشیر ہو۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ ہوں اور عائشہ تمہاری ماں ہوں؟" تو میں خاموش ہو گیا۔[3]

ماں سے زیادہ رحم کرنے والی ذات

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں کچھ قیدی پیش کیے گئے۔ ان قیدیوں میں سے ایک عورت ایسی تھی جس کی چھاتیاں دودھ سے بھری ہوئی تھیں۔ جب بھی

---

(1) نوادر الاصول، 1/109، 110، رقم: 73 دار النوادر بیروت

(2) دارمی، 2/406، حدیث: 2767 دار الکتاب العربی بیروت

(3) معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، 4/2253 دار الوطن ریاض

اسے قیدیوں میں کوئی بچہ ملتا، وہ اسے اٹھا کر اپنے پیٹ سے لگا لیتی اور اسے دودھ پلا دیتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہم سے فرمایا: "کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی؟" ہم نے کہا: نہیں، جبکہ وہ اس بات پر قدرت رکھتی ہو کہ اسے نہ ڈالے۔ تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "اللہ اپنے بندوں پر اس عورت کے اپنے بچے پر رحم کرنے سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"(1)

صحیح مسلم میں ہے: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "اے ابوذر! جب تم سالن پکاؤ تو اس کا پانی زیادہ کر لیا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔"(2)

نوے ہزار درہم تقسیم کر دیئے

احیاء العلوم میں ہے: نوے ہزار (90،000) درہم نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس لائے گئے، آپ نے انہیں ایک چٹائی پر رکھا، پھر ان کے پاس کھڑے ہو کر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کیا یہاں تک کہ وہ ختم ہو گئے۔(3)

جب نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حنین سے واپس لوٹے تو عرب کے دیہاتی آپ سے مانگنے کے لیے آ گئے، یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو ایک درخت کے پاس گھیر لیا اور آپ کی چادر کھینچ لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا: میری چادر واپس دو! اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر جانور ہوتے تو میں انہیں

---

(1) بخاری، 4/100، حدیث: 5999 دار الکتب العلمیہ بیروت

(2) مسلم، ص 1081، حدیث: 6688 دار الکتاب العربی بیروت

(3) احیاء علوم الدین، 2/379 دار المعرفۃ بیروت

تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم مجھے نہ بخیل پاتے، نہ جھوٹا اور نہ ہی بزدل۔[1]

دونوں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں: علما فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دِہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) عطا فرمارہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سب اَموال تقسیم ہو لئے ایک اَعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے رِدائے مبارک (یعنی چادر مبارک) بدنِ اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ وپشتِ مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اِتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔ (بخاری، 2/260، حدیث: 2821 ملتقطاً) حق ہے، اے مالکِ عرش کے نائبِ اکبر! قسم ہے اس کی جس نے حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) ہی کی عطا ہیں۔ دونوں جہان حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کی عطا سے ایک حصہ ہیں:

فَاِنَّ مِنۡ جُوۡدِ كَ الدُّنۡيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنۡ عُلُوۡمِكَ عِلۡمَ اللَّوۡحِ وَالۡقَلَمِ

بے شک دنیا وآخرت حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علومِ "مَاکَانَ وَمَایَکُون" (یعنی گذشتہ وآیندہ) حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) کے علوم سے ایک ٹکڑا۔[2]

---

(1) بخاری، 2/260، حدیث: 2821

(2) ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص 122، مکتبۃ المدینہ کراچی

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سخاوت

ابو محجل بیان کرتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ سخی تھے، یہاں تک کہ وہ وہ بچھونا بھی دے دیتے جس پر بیٹھتے تھے۔ ان کے اہل خانہ بھی ان کی سخاوت سے واقف تھے، اس لیے وہ ان کے لیے بچھونا نہیں بچھاتے تھے سوائے معمولی اوٹ یا اسی طرح کی کسی چیز کے جس پر وہ بیٹھتے۔ (1)

سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سخی ایسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت سے آج بھی بلکہ قیامت تک لوگ پرورش پاتے رہیں گے علما، صوفیا، نعت خواں، مشائخ اس باڑے سے پل رہے ہیں، ان کا جود و کرم و سخاوت کوئی مجھ جیسے کمینے سے پوچھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی مجھ پر اتنی کہ بیان نہیں کر سکتا۔ شعر

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروڑوں درود (2)

سخاوت کے فضائل و برکات

سخاوت میں سب سے بلند درجہ

لباب الاحیاء میں ہے: "سخاوت میں سب سے بلند درجہ ایثار کا ہے، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اپنی ضرورت کے باوجود مال کے ساتھ سخاوت کرنا اور اللہ پاک نے صحابہ کرام

---

(1) الزیادات فی کتاب الجود والسخاء للطبرانی، ص 247 دار البشائر الاسلامیۃ بیروت

(2) مرآۃ المناجیح، 8/65، نعیمی کتب خانہ گجرات

علیہم الرضوان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:﴿وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔(پ28،الحشر:9)

نبیِ رحمت، شفیعِ امت، قاسمِ نعمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَيُّمَا رَجُلٍ إِشْتَهٰى شَهْوَةً فَرَدَّ شَهْوَتَه، وَآثَرَعَلٰى نَفْسِهٖ غُفِرَلَه ترجمہ: جو شخص کسی چیز کی خواہش رکھتا ہو پھر اپنی خواہش ترک کر دے اور دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دے تو اس کی بخشش کر دی جائے گی۔(1)

رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں ایک مہمان آیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنے گھر میں کچھ نہ پایا تو ایک انصاری آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مہمان کو اپنے گھر لے گئے پھر اس کے سامنے کھانا رکھا اور بیوی کو چراغ بجھانے کا حکم دیا، خود کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے رہے جیسے کھا رہے ہوں حالانکہ کھا نہیں رہے تھے یہاں تک کہ مہمان نے کھانا کھالیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: لقد عجب اللہ من صنیعکم إلی ضیفکم یعنی تمہارا اپنے مہمان سے (حُسنِ) سلوک سے پیش آنا اللہ پاک کو بہت پسند آیا۔

تو یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:﴿وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔(2)

(پ28،الحشر:9)

---

(1) الکامل لابن عدی، 6/223 دار الکتب العلمیہ بیروت

(2) مسلم، ص، حدیث: 2054، لباب الاحیاء، ص 267، مکتبۃ المدینہ کراچی

سخاوت اور حُسنِ خلق

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: سخاوت اللہ کا سب سے عظیم اخلاق ہے۔[1] یعنی صفتِ جمال ہے۔

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ہے: بعض محققین نے کہا ہے کہ حُسنِ اخلاق یہ ہے کہ چہرے پر مسکراہٹ ہو، اور سخاوت وعطاء کا مظاہرہ کیا جائے۔[2]

سب سے زیادہ جود و کرم والی ذات

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے زیادہ جود و کرم کرنے والے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اللہ سب سے زیادہ جود و کرم کرنے والا ہے، اور میں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ سخی ہوں، اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جو علم حاصل کرے، پھر اپنے علم کو پھیلائے، قیامت کے دن وہ ایک امت کے طور پر اٹھایا جائے گا، اور وہ شخص جو اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرے یہاں تک کہ شہید کر دیا جائے۔[3]

سخاوت کے درجات

مرآۃ المناجیح میں ہے: ”شریعت میں سخاوت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان فرض صدقے ادا کرے، اور طریقت میں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ صرف فرض پر قناعت نہ

---

(1) تاریخ اصفہان لابی نعیم، 1/178 دار الکتب العلمیہ بیروت

(2) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، 1/119 دار الفکر بیروت

(3) مسند ابی یعلی، 3/16، حدیث: 2782 دار الکتب العلمیہ بیروت

کرے نوافل صدقے بھی دے، حقیقت و معرفت والوں کے ہاں اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دے ان میں سے ہر درجہ کے صدقہ کے نتیجے مختلف ہیں۔"(1)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے پاس سے حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ گزرے، نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دو قمیصیں پہنی ہوئی تھیں۔ اس یہودی نے کہا: اے ابو القاسم! مجھے لباس عطا کیجئے! نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بہتر قمیص اتار کر اسے دے دی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ اسے دوسری قمیص دے دیتے تو بہتر ہوتا۔ تو نبی پاک نے فرمایا: "اے عمر! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہمارے دین میں بخل کا کوئی تصور نہیں، میں نے اسے بہتر قمیص اس لئے دی تاکہ وہ اسلام کی طرف زیادہ راغب ہو جائے۔"(2)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک کسی کی سخاوت ضائع نہیں جاتی، سخاوت کرنے والا اللہ کے قریب ہوتا ہے، اور جب وہ قیامت کے دن اللہ سے ملے گا تو اللہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی لغزشوں کو معاف کرے گا۔(3)

سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرچے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

(1) مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، 3/ 91 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
(2) تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ، 2/ 278، دار الکتب العلمیہ بیروت
(3) شعب الایمان، 7/ 427، حدیث: 10843، دار الکتب العلمیہ بیروت

والہٖ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے اونٹ کی قیمت کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے انہیں دو دینار دے دیئے۔ دونوں آدمی آپ کے پاس سے نکلے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملے اور انہوں نے آپ کے احسان کا ذکر کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پاس گئے اور ان دونوں کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: "لیکن فلاں شخص کو میں نے دس سے سو دینار تک دیئے اور اس نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ تم میں سے کوئی بھی مجھ سے سوال کرتا ہے اور اس کے سوال میں آگ ہوتی ہے۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ نے انہیں وہ آگ کیوں دی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: "وہ مجھ سے سوال کرنے کو نہیں چھوڑتے اور اللہ مجھے بخل سے منع فرماتا ہے۔"(1)

امت کی کامیابی و ناکامی کا ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو دنیا و آخرت میں کامیابی کا راستہ دکھانے کے لیے قرآن مجید نازل فرمایا اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو کامل نمونہ بنا کر بھیجا۔ ہر امت کی کامیابی کا راز اس کے کردار اور رویے میں چھپا ہوتا ہے۔ ہمارے اسلاف، صحابۂ کرام اور تابعین نے یقین و تقویٰ کی روشنی میں اپنی زندگی بسر کی، جس کی بدولت اللہ نے انہیں دنیا و آخرت میں کامیاب کیا۔ لیکن جوں جوں دنیا کی محبت غالب آتی گئی، یقین و زُہد کی جگہ بخل اور طویل امیدوں نے لے لی، جس سے امت کی کامیابیاں مشکلات میں تبدیل ہونے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں ان پہلوؤں کی وضاحت فرمائی ہے تاکہ ہم ان سے سبق حاصل کریں۔ چنانچہ حضرت

(1) البخلاء للخطیب البغدادی، ص 45، رقم: 13، 12 دار ابن حزم بیروت

عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اس امت کے پہلے لوگ یقین اور زُہد کے ساتھ بچ گئے، اور اس امت کے آخر کے لوگ بخل اور امید کے ساتھ ہلاک ہو گئے۔ (1)

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے ایمان کو مضبوط کریں اور اللہ کے ساتھ تعلق میں یقین کو بنیاد بنائیں۔ دنیاوی مال و متاع کے بارے میں زُہد اختیار کریں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ اپنے مال، علم، اور وقت کو دوسروں کے فائدے کے لیے استعمال کریں، کیونکہ یہی سخاوت ہے۔ طویل امیدوں کے بجائے ہر عمل کو آج ہی انجام دینے کی نیت کریں اور آخرت کی تیاری کریں۔

سخاوت جنت اور بخل جہنم

سخاوت اور بخل دو ایسی صفات ہیں جو انسان کی اُخروی نجات پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ سخاوت جنت کا راستہ ہے، جبکہ بخل جہنم کا سبب بنتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سخاوت کو جنت اور ایمان سے اور بخل کو جہنم اور کفر کے ساتھ جوڑا ہے۔ چنانچہ، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جود (سخاوت) اللہ کی جود سے ہے، لہٰذا تم جود کرو اور اللہ تمہارے لیے جود کرے گا۔ سنو! اللہ نے جود کو پیدا کیا اور اسے ایک شخص کی صورت میں بنایا، اس کی جڑ کو درخت طوبیٰ کی اصل میں راسخ کیا، اور اس کی شاخوں کو درخت سدرۃ المنتہیٰ کی شاخوں سے جوڑ دیا۔ اس کی کچھ شاخوں کو دنیا تک لٹکا دیا، تو جو شخص

(1) البخلاء للخطیب البغدادی، ص 41، رقم: 4 دار ابن حزم بیروت

ان میں سے کسی شاخ کو تھامے گا وہ شاخ اسے جنت میں داخل کر دے گی۔ سنو! سخاوت ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے۔ اللہ نے بخل کو اپنے غضب سے پیدا کیا اور اس کی جڑ کو زقوم درخت کی جڑ میں راسخ کیا اور اس کی کچھ شاخوں کو دنیا تک لٹکا دیا، پس جو شخص ان میں سے کسی شاخ کو تھامے گا، وہ شاخ اسے جہنم میں داخل کر دے گی۔ سنو! بخل ناشکری ہے، اور ناشکری جہنم میں ہے۔ (1)

بچوں کو بھی سخاوت کی ترغیب دلائیں

یہ حدیث انسان کے اخلاقی رویے کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے اور ہماری راہنمائی کرتی ہے کہ ہم کس طرح اپنی زندگی میں سخاوت کو اپنا کر جنت کے حقدار بن سکتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ خود بھی سخاوت اپنائیں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔ چنانچہ بچوں کے ہاتھ سے غریب، مجبور اور لاچار لوگوں کو کھانا اور پیسہ دلوائیں۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں بچوں کے ہاتھ سے اس کے بھائی بہنوں کو یا دوسرے بچوں کو دلائیں تاکہ سخاوت اور خرچ کرنے کی عادت ہو جائے اور خود غرضی اور نفس پروری کی عادت پیدا نہ ہو اور بچہ بخیل اور کنجوس نہ ہو جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے خطاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "اے علی! سخی بنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ سخاوت کو پسند کرتا ہے۔" (2)

---

(1) البخلاء للخطیب البغدادی، ص 48، رقم: 17 دار ابن حزم بیروت

(2) اصطناع المعروف لابن ابی الدنیا، ص 84، رقم: 101 دار ابن حزم بیروت

سب سے جلدی آسمان کی طرف جانے والا صدقہ

حضرت حبان بن ابی جبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”سب سے جلدی آسمان کی طرف چڑھنے والا صدقہ وہ ہے جب آدمی اچھا کھانا تیار کرے اور پھر اپنے بھائیوں کو اس پر جمع کرے۔“(1)

نیک لوگوں پر سخاوت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: اپنا کھانا پرہیز گار لوگوں کو کھلاؤ اور نیک مؤمنین کو۔(2)

سخاوت محبوب صفت

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ پاک بڑا کریم ہے، سخاوت اور اعلیٰ اخلاق کو پسند کرتا ہے، اور گھٹیا اخلاق کو ناپسند کرتا ہے۔(3)

سخاوت و بخل سے متعلق احادیث و روایات نقل کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ”در منثور“ میں نقل کرتے ہیں:

کون سا شخص بخیل نہیں؟

امام ابنِ جریر، امام ابنِ مردویہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت انس رضی اللہ

---

(1) الکرم والجود للبر جلانی، ص 53، رقم: 57 دار ابن حزم بیروت

(2) الکرم والجود للبر جلانی، ص 48، رقم: 41 دار ابن حزم بیروت

(3) الکرم والجود للبر جلانی، ص 34، رقم: 11 دار ابن حزم بیروت

عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص بخل سے بَری ہے جو زکوٰۃ ادا کرے، مہمان کو کھانا کھلائے اور مصیبت کے وقت مدد کرے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن شعیب کے واسطے سے، وہ اپنے والد اور دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے ابتدائی لوگوں کی بھلائی زُہد و تقویٰ میں ہے اور اس کے آخری لوگوں کی ہلاکت بخل اور فجور میں ہوگی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: سخی اللہ کے قریب، جنت کے قریب اور جہنم سے دور ہے، جبکہ بخیل اللہ سے دور، جنت سے دور اور جہنم کے قریب ہے۔ جاہل سخی اللہ کو بخیل عبادت گزار سے زیادہ محبوب ہے۔

سخاوت سرداری ہے

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا: اے بنو سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا: جد بن قیس اور ہم اسے بخیل جانتے ہیں۔ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: "بخل سے بڑھ کر بیماری اور کیا ہوسکتی ہے! بلکہ تمہارا سردار خیر و بھلائی اور سفید رنگت والا عمرو بن جموح ہے۔" کہا گیا کہ وہ زمانۂ جاہلیت میں مہمان نوازی کے ذمہ دار تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی شادی ہوتی تو ان کے لیے ولیمہ کا اہتمام کرتے تھے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: جنت میں نہ بخیل داخل ہوگا، نہ جھوٹا، نہ خائن، اور نہ ہی بدخلق شخص۔ اور سب سے پہلے جنت کے دروازے کو مملوکہ افراد (غلام) کھٹکھٹائیں گے جو اللہ پاک کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے آقاؤں کے حقوق بھی اچھے طریقے سے ادا کرتے ہیں۔

سخاوت سے دین کی درستی

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سہل واسطی رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعاروایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اپنے لیے پسند کیا ہے۔ اس دین کی درستی سخاوت اور اچھے اخلاق میں ہے، لہٰذا تم اس دین کو ان دونوں خصوصیات کے ساتھ عزت دو۔

بخیل کی مذمت

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: جب تم بھلائی کی تلاش کرو تو اسے خوبصورت چہروں میں تلاش کرو، قسم ہے اللہ کی! جنت میں بخیل داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی شحیح (شدید حرص وبخل والا) شخص جنت میں جائے گا۔ بیشک سخاوت جنت میں ایک درخت ہے جسے سخاوت کہا جاتا ہے، اور شُح (شدید بخل) دوزخ میں ایک درخت ہے جسے شُح کہا جاتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر بن محمد سے، جو اپنے والد اور دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: سخاوت جنت کے درختوں میں سے ہے اور اس کے شاخیں دنیا میں لٹک رہی ہیں۔ جو شخص ان میں

سے کسی ایک شاخ کو پکڑ لیتا ہے تو وہ اسے جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ بخل دوزخ کے درختوں میں سے ہے اور اس کے شاخیں دنیا میں لٹک رہی ہیں۔ جو شخص ان میں سے کسی ایک شاخ کو پکڑ لیتا ہے تو وہ اسے دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔

امت میں سردار شخص

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس دوران تیرہ آدمی سفر کے کپڑوں میں ملبوس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو سلام کیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! مردوں میں سے سردار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے پھر پوچھا: ”کیا آپ کی امت میں کوئی سردار ہے؟“ آپ نے ارشاد فرمایا: ”ہاں، وہ شخص جو حلال مال کا مالک ہو اور سخاوت والا رزق پایا ہو، غریب کو قریب کرے اور لوگوں میں اس کی شکایت کم ہو۔“(1)

بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال

بخاری، مسلم اور نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ”بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر لوہے کی دوزرہیں ہوں، ان کے ہاتھ سینے اور گلے تک جکڑے ہوئے ہوں۔ جب صدقہ دینے والا صدقہ دیتا ہے تو زِرہ اس پر کھلتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو چھپا لیتی ہے جبکہ بخیل جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو

(1) درمنثور، 8/109، 112 ملتقطاً دارالفکر بیروت

کڑی کا ہر حلقہ سکڑ جاتا ہے اور اپنی جگہ پیوست ہو جاتا ہے۔ وہ کھولنے کی کوشش کرتا ہے مگر کھول نہیں پاتا۔ (1)

کافر پر بھی سخاوت کا فیضان

حضرت زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ "الموفقیات" میں یہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین سے قیدی لے کر نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان پر اسلام پیش کیا مگر انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو ان کی گردنیں مارنے کا حکم دیا گیا۔ جب ایک شخص باقی رہ گیا تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "خالد! اس شخص کو قتل نہ کرو۔" حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ان لوگوں میں سے مجھے سب سے زیادہ اس شخص نے تکلیف دی ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام مجھے اللہ کی طرف سے یہ اطلاع دے رہے ہیں کہ یہ شخص اپنی قوم میں بہت سخاوت کرتا ہے، اس لیے اسے چھوڑ دیا گیا تو وہ رومی شخص اسلام لے آیا۔ (2)

سخاوت کے معاشرتی وروحانی اثرات

معاشرتی اثرات

سخاوت کے ذریعے معاشرے میں غربت اور افلاس کم ہوتا ہے اور ضرورت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں، جس سے دلوں میں محبت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور

(1) بخاری، 4/50، حدیث: 5797 دار الکتب العلمیہ بیروت

(2) در منثور، 8/112 دار الفکر بیروت

معاشرتی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔ یہ عمل کمزور طبقات کو سہارا فراہم کرتا ہے اور مساوات وانصاف کے قیام میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ سخاوت حسد اور نفرت کا خاتمہ کرتی ہے، افراد کے درمیان اعتماد اور بھائی چارے کی فضا قائم کرتی ہے، اور انسان کو خودغرضی اور مادہ پرستی سے بچا کر اس کے اخلاق و کردار کو سنوارتی ہے۔ اس کے نتیجے میں دولت کی بہتر تقسیم ہوتی ہے، جو اقتصادی ناہمواری کو کم کر کے معاشی استحکام پیدا کرتی ہے۔

سخاوت ضرورت مندوں کے لیے امدادی نظام قائم کرتی ہے، جو سماجی تحفظ کا ذریعہ بنتا ہے، جبکہ سخاوت کرنے والے افراد کو ذہنی سکون اور قلبی خوشی حاصل ہوتی ہے، جو ان کی مجموعی صحت پر مثبت اثر ڈالتی ہے۔ اس سے معاشرتی تعاون اور اشتراک کی روح بیدار ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں ترقی کے لیے سازگار ماحول پیدا ہوتا ہے۔ اسلامی اخوت اور بھائی چارے کے جذبات کو فروغ ملتا ہے، جو معاشرتی ہم آہنگی کی بنیاد ہے۔

سخاوت کے ذریعے طالب علموں کو تعلیمی وظائف اور وسائل فراہم کیے جاسکتے ہیں، جس سے معاشرے میں علم و ہنر کو فروغ ملتا ہے۔ قدرتی آفات اور بحرانوں کے دوران سخاوت فوری مدد فراہم کرتی ہے اور ان کے اثرات کو کم کرتی ہے۔ اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، انسان کے درجات بلند ہوتے ہیں، اور روحانی سکون و ترقی ممکن ہوتی ہے۔ فلاحی ادارے اور سہولیات کے قیام کے ذریعے معاشرتی ترقی کو فروغ ملتا ہے اور مختلف طبقات و ثقافتوں کے درمیان تعلقات بہتر ہو کر ایک پرامن اور متوازن معاشرے کا قیام ممکن ہوتا ہے۔

روحانی اثرات

سخاوت کے روحانی اثرات بے حد گہرے اور دلکش ہیں۔ یہ انسان کے دل کو نرم

اور پاکیزہ بناتی ہے اور روح میں عاجزی وانکساری کا رنگ بھرتی ہے۔ سخاوت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے، جو بندے کے درجات بلند کرتی ہے اور اس کی روحانی ترقی کا باعث بنتی ہے۔ یہ عمل انسان کو مال و دولت کی محبت سے آزاد کر کے اللہ کی قربت کا ذریعہ بناتا ہے۔ سخاوت سے دل میں اطمینان، سکون اور قلبی خوشی پیدا ہوتی ہے، جو دنیاوی پریشانیوں کو کم کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ یہ انسان کے اندر اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے اور اسے اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ وہ دنیا میں دوسروں کے لیے بھلائی کا ذریعہ ہے۔ مزید یہ کہ سخاوت سے بندے کے اعمال میں برکت اور دینی و دنیاوی کامیابی کی راہیں کھلتی ہیں اور یہ قیامت کے دن کی کامیابی کے لیے ایک اہم وسیلہ بن جاتی ہے۔

سخاوت انسان کے اندر رضائے الٰہی کی طلب کو بڑھاتی ہے اور اسے اپنی زندگی کو نیک اعمال سے مزین کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ یہ عمل روحانی پاکیزگی کا ذریعہ بنتا ہے، کیونکہ سخاوت کرنے والے کے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور دل سے بخل، لالچ اور خودغرضی جیسے منفی اوصاف ختم ہو جاتے ہیں۔ سخاوت کرنے والا بندہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا مظہر بن جاتا ہے اور اس کی زندگی میں برکت اور رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ یہ عمل انسان کے ایمان کو تقویت دیتا ہے اور اسے آخرت کی فکر میں مصروف رکھتا ہے، جس کے نتیجے میں دنیاوی خواہشات کی گرفت کمزور پڑ جاتی ہے۔ سخاوت کے ذریعے بندہ نہ صرف اپنی روح کو صاف کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین کا مظاہرہ کرتے ہوئے جنت کے انعامات کا مستحق بھی بنتا ہے۔

الغرض، سخاوت ایک ایسا عمل ہے جو انسان کی شخصیت کو نکھارتا، معاشرے کو

مضبوط بناتا اور روحانی ترقی کا سبب بنتا ہے۔ ہمیں سخاوت کو اپنی زندگی کا حصہ بنا کر دنیاو آخرت کی بھلائی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سخاوت کی صفت سے آراستہ کرے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں میں شامل کرے اور ہماری سخاوت کو جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیروی کرنے کی توفیق دے اور ان کی سچی غلامی نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1 63 حکایات و واقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات 3 ارشاداتِ اعلیٰ حضرت

4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات

5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات

6 آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8 حضرت حاتم اصم کے واقعات 9 فضائلِ درودِ پاک

10 عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول 11 حکایاتِ احیاء العلوم

12 کثرت سے مطالعہ کرنے والے بزرگوں کے واقعات

13 علمِ غیب مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں

14 آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15 حکایاتِ روح البیان

16 حیاتِ انبیاء پر عمدہ دلائل 17 سود کی تباہ کاریاں

18 امام اعظم کی ذہانت کے 200 واقعات 19 صفر کا مہینہ ہر گز منحوس نہیں

20 اخلاقِ مصطفیٰ قرآن کی روشنی میں 21 حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی ۱۱۱ نصیحتیں

22 شانِ ولی 23 زبان کی آفات 24 خدمتِ والدین کا صلہ 25 توسل پر عمدہ دلائل

26 عدمِ سایۂ مصطفیٰ پر عمدہ دلائل 27 قیلولہ اور سائنس 28 حفظِ قرآن کے فضائل

29 عاشقانِ رسول کی قبریں 30 امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت

31 ساری کثرت پاتے یہ ہیں 32 رشوت کی تباہ کاریاں 33 احادیثِ قدسیہ کے انوار

34 تخریجِ احادیثِ فیضانِ سنّت 35 نابالغ بچوں کے احکام و مسائل

36 شانِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 37 مختلف حکایات و واقعات

38 فحش وڈیوز دیکھنے کا عبرتناک انجام 39 دیوث کون؟ 40 فتنۂ دجّال

41 مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ کون ؟ 42 امام بخاری علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت

43 امام مسلم علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت

44 سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قرآن و حدیث کی روشنی میں

ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1 حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت

2 مسئلہ سماعِ موتی پر علمی و تحقیقی گفتگو

3 تلخیص رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات

4 تلخیص رسالہ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا

5 تلخیص رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

مکتبہ افکارِ رضا

MAKTABA AFKAR-E-RAZA

+923155322470

/FIQHIMASAIL2526 /SYEDKAMRAN786

+923169168614 /IAMKAMRANMADANI